

شرعی احکام و مسائل

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی

میں فتویٰ اس قول پر مناسب ہے کہ وہاں کے فقرا کو دے دے۔ در مختار میں ہے: وفي المجتبى: اوصى بثلث ماله للکعبة جاز وتصرف للفقراء الکعبة لا غیر وکذا للمسجد وللقدس ۵۱۔ (کتاب الوصایا) ترجمہ: کسی شخص نے اپنے مال کے تہائی حصے کی وصیت کعبہ شریف کے لیے کی تو یہ وصیت جائز ہے اور وصیت کا مال صرف کعبہ اطہر کے فقرا پر صرف ہوگا، دوسرے پر نہیں۔ یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب کہ اس نے مسجد اور قدس کے لیے وصیت کی ہو۔

رد المحتار میں ہے: وينبغي الاضفاء بان الوصية للمسجد وصية لفقراءه في مثل الازهر، کذا حرر هذا المحل السانحانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۵۱

ترجمہ: اسی پر فتویٰ دیا جانا چاہیے کہ مسجد کے لیے وصیت اس کے فقرا کے لیے وصیت ہے۔ (رد المحتار، ج ۸، ص ۵۸، ج ۵، کتاب الوصایا)

☆☆☆

دینی احکام میں فرق

- ۱۔ کیا فرق ہے فرض اور واجب میں؟
 - ۲۔ کیا فرق ہے واجب اور سنت مؤکدہ میں؟
 - ۳۔ کیا فرق ہے سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ میں؟
 - ۴۔ کیا فرق ہے سنت غیر مؤکدہ اور نفل میں؟
 - ۵۔ کیا فرق ہے نفل اور مستحب میں؟
 - ۶۔ کیا فرق ہے مستحب اور افضل میں؟
 - ۷۔ کیا فرق ہے حرام اور مکروہ تحریمی میں؟
 - ۸۔ کیا فرق ہے مکروہ تحریمی اور مکروہ میں؟
 - ۹۔ کس کو کرنے اور نہ کرنے پر کیا سزا اور کیا ہزا ہے؟
- المستفتی: ضیاء الحسن ابن حاجی سراج الہدیٰ مبارکپور اعظم گڑھ۔

الجواب: (۱) فرض اور واجب دونوں شریعت اسلامیہ کے لازمی احکام ہیں۔ فرق یہ ہے کہ فرض کا ثبوت دلیل قطعی سے ہوتا ہے اور واجب کا ثبوت دلیل ظنی سے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جسے اللہ عزوجل

خواجه غریب نواز کے دربار میں چاندی کی نذر

زید نے یہ منت مانی کہ اگر مجھے اولاد ہوگی تو میں حضور خواجه غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بچے کے وزن کے برابر چاندی دوں گا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا وہ چاندی ایک مشیت ادا کیا جائے یا قطع میں۔ زید کے گھر بچی تولد ہوئی تو اس کا وزن تین کلو ہے۔ فی الحال تین کلو چاندی کی قیمت نوے ہزار روپے ہو رہی ہے۔ زید پریشان ہے کہ اب اس کو کس طرح ادا کیا جائے۔ جواب سے مطمئن فرمائیں، کرم ہوگا۔ فقط والسلام

الجواب: زید غریب ہے تو اس پر یہ منت پوری کرنا لازم نہیں کہ اس نے جو منت مانی ہے اس کی جس سے کوئی فرض عین نہیں جو عبادت مقصودہ ہو۔ در مختار میں ہے: ولم يلزم النافر ماليش من جنسه فرض، كعبادة مريض ودخول مسجد ولو مسجد الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم أو الأقصى، لأنه ليس من جنسها فرض مقصود وهذا هو الضابط كما في الدرر۔ ۵۱

ترجمہ: جس منت کی جس سے کوئی فرض نہ ہو، اسے پوری کرنا نذر ماننے والے پر لازم نہیں ہے جیسے مریض کی عیادت کرنا مسجد میں داخل ہونا اگرچہ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ ان افعال کی جس سے کوئی فرض مقصود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ضابطہ یہی ہے۔ جیسا کہ درر میں ہے۔ (الدر المختار علی ہاشم رد المحتار: ج ۳، ص ۳۰۷، ج ۳، مطلب فی احکام النذر)

تاہم جب اس نے اپنے رب سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر مجھے اولاد ہوگی تو میں حضور خواجه غریب نواز علیہ الرحمہ کے دربار میں بچے کے وزن کے برابر چاندی دوں گا تو مستحسن یہ ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔ اگر ایک ساتھ اسے پوری رقم دینے کی استطاعت نہیں ہے تو مختلف منتوں میں ادا کر سکتا ہے اور قطع بھی آسانی کے لحاظ سے مختصر رکھ سکتا ہے۔ البتہ حضرت خواجه غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں زید یہ رقم کس کو دے گا، اس کے بارے میں دو قول ہیں اور اس زمانے

نے لازم کیا وہ فرض ہے اور جسے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لازم کیا وہ واجب ہے۔ یہ فرق سراج الامام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ الہی کے ادب و اجلال کے پیش نظر کیا تا کہ رسول کا لازم کیا ہوا حکم اللہ تعالیٰ کے لازم کیے ہوئے حکم کے مساوی نہ ہو جائے جیسا کہ امام شریعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا افادہ فرمایا۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ فرض کا مکمل کافر ہوتا ہے اور واجب کا مکمل کافر نہیں ہوتا بلکہ صرف گمراہ ہوتا ہے لہذا اگر کوئی نماز یا حج کا نہ یا جمعہ میں سے کسی کے فرض ہونے کا انکار کر دے یا زکاۃ کے فرض ہونے کا انکار کر دے تو وہ اسلام سے خارج، کافر ہو جائے گا لیکن اگر کوئی ترکے واجب ہونے کا انکار کر دے تو وہ صرف گمراہ ہوگا جب کہ وہ حقیر مجتہد نہ ہو۔

چوتھا فرق یہ ہے کہ اگر کسی عبادت مثلاً نماز کے افعال میں کوئی چیز فرض ہو جسے قیام، رکعت، رکوع، سجود وغیرہ تو اس کے چھوٹ جانے سے نماز باطل ہو جائے گی اور بارہ اس کا پڑھنا ضرور ہوگا جب کہ نماز کا کوئی واجب چھوٹ جائے تو نماز باطل نہ ہوگی بلکہ صرف ناقص ہوگی اور اس نقص کو پورا کرنے کے لیے دوبارہ وہ نماز پڑھنی واجب ہوگی جیسے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کا اعادہ واجب ہے۔

واضح ہو کہ یہاں فرض سے مراد فرض اعتقادی ہے۔

پانچواں فرق یہ ہے کہ فرض کو بلا عذر شرعی ایک بار بھی چھوڑ دینا گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق و متقی عذاب نار، جب کہ واجب کو بلا عذر ایک بار چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے جو سنا سے دھل جاتا ہے، ہاں بار بار اس کا ترک بھی گناہ کبیرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ سنت مؤکدہ کا ثبوت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول سے بھی ہوتا ہے اور فعل سے بھی۔ واجب کا بھی یہی حال ہے مگر فرق یہ ہے کہ جو کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور بھی اسے ترک نہ فرمایا بلکہ ترک پر وعید فرمائی یا جس کا لازمی حکم دیا اور چھوڑنے پر وعید فرمائی، وہ واجب ہے اور جس کام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا مگر بیان جواز کے لیے بھی ترک بھی فرمایا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کے کرنے کی تاکید فرمائی اور بسا اوقات ترک پر وعید نہ فرمائی، وہ سنت مؤکدہ ہے۔

واجب چھوٹ جائے تو اس کی قصا کا حکم ہوتا ہے اور سنت مؤکدہ چھوٹ جائے تو اس کی قصا کا حکم نہیں ہوتا ہے سوائے سنت فجر کے کہ وہ واجب کے حکم میں ہے۔ سفر میں سنت مؤکدہ کی تاکید ختم ہو جاتی ہے لہذا سفر میں قصداً بھی سنت نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں

ہاں پڑھنے پر ثواب ہے جب کہ واجب کا ترک گناہ ہے۔

جو چیزیں نماز میں سنت ہیں ان میں سے کوئی چھوٹ جائے تو نماز کا اعادہ واجب نہیں جب کہ واجب کے چھوٹنے سے نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ حج میں جو کام واجب ہیں ان کے ترک پر دم واجب ہوتا ہے اور جو چیزیں سنت ہیں ان کے ترک پر دم نہیں واجب ہوتا۔ واجب کا ثبوت احادیث نبویہ کے سوا دوسرے دلائل ظاہر سے بھی ہوتا ہے جب کہ سنت مؤکدہ کا ثبوت صرف احادیث نبویہ سے ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ سنت مؤکدہ تو وہ ہے جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو مگر غیر مؤکدہ کے لیے نیکی ضروری نہیں۔ مؤکدہ کا بسا اوقات ترک باعث عتاب ہوتا ہے اور بار بار ترک باعث عذاب۔ جب کہ غیر مؤکدہ کا ترک مطلقاً باعث عتاب ہے نہ باعث عذاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ سنت تو وہ ہے جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا یا اس کی ترغیب دی مگر نفل کے لیے یہ ضروری نہیں۔ ثواب و طاعت کا ہر کام نفل ہے خواہ اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

۵۔ نفل اور مستحب دونوں ایک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ مستحب، اولیٰ، افضل سب ایک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ حرام اور مکروہ تحریمی دونوں سے بچنا ضروری اور لازمی ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ کما نعت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو تو حرام ہے اور دلیل ظنی سے ہو تو مکروہ تحریمی۔ حرام کا ارتکاب بلا عذر شرعی گناہ کبیرہ ہے اگرچہ ایک ہی بار کرے اور اس کا مرتکب عذاب نار کا سزاوار۔ اس کے برخلاف مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ صغیرہ ہے، اس پر عذاب جہنم کی وعید نہیں۔ یہ گناہ نیکیوں کی وجہ سے معاف ہو جاتا ہے جب کہ گناہ کبیرہ کے لیے تو یہ ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی گناہ صغیرہ بار بار کر لے، اس کی عادت بنالے تو اس کی وجہ سے وہ صغیرہ اس کے حق میں کبیرہ ہو جاتا ہے۔ نماز میں مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے نماز ناقص ہوتی ہے اور اس کی کو پورا کرنے کے لیے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے جب کہ حرام کے ارتکاب سے عموماً نماز فاسد ہوتی ہے اور اسے دوبارہ پڑھنا فرض ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حرام فرض کے مقابل ہے اور مکروہ تحریمی واجب کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ ہے اور بار بار کرے تو گناہ کبیرہ۔ جب کہ مکروہ تنزیہی کا ارتکاب صرف ناپسندیدہ ہے، خلاف اولیٰ ہے، گناہ نہیں ہے۔ یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

